فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝55 اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا
غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝56 وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
اَبَدًا ۭ لَھُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝57 اِنَّ اللّٰهَ
يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ
تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝58
يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝59

پھر ان میں سے کچھ تو اس (کتاب) پر ایمان لے آئے اور کچھ اس سے رک گئے۔ اور کافی ہے جہنم (ان کو) جلانے کے لئے ☆ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا سو عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے۔ جب کہ ان کی جلدیں جل جائے گی تو اس کے عوض ہم اور جلدیں بدل دیں گے، تاکہ وہ (خوب) عذاب چکھیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے ☆ اور جو ایمان لائے اور (انہوں) نے اچھے کام (بھی) کئے (سو) ان کو ہم بہت جلد (ایسے) باغوں میں داخل کریں گے کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے ان کے لئے وہاں پاک بیویاں بھی ہوں گی اور ہم ان کو گھنی چھاؤں میں ٹھہرائیں گے ☆ بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو جن کی امانت ہوں ان کو دیدیا کرو اور جب لوگوں میں (کسی جھگڑے کا) فیصلہ کیا کرو تو انصاف سے کیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو (بہت ہی) اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ (سب کچھ) سنتا اور دیکھتا ہے ☆ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور اپنے فرمانروا لوگوں کے حکم پر چلو، پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لے جاؤ اگر تم کو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ (بہت ہی) اچھی بات ہے اور اس کا انجام (بھی) اچھا ہے۔ (۴/۵۵تا۵۹)

۵۵ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (جیسا کہ گزشتہ آیت میں گزرا کہ "ہم نے آل ابراہیم کو جو بنی اسرائیل کے

قبائل میں اولادِ ابراہیم سے ہی نبوت دی کتاب نازل فرمائی طریقے تعلیم کئے ان میں بادشاہت بھی دی باوجود اس کے ان میں سے") بعض تو مومن ہوئے اس انعام و اکرام کو مانا ۔ لیکن بعضوں نے پھر بھی اس کے ساتھ کفر کیا اسے تسلیم نہ کیا اور اوروں کو بھی اس سے روکا حالانکہ وہ بھی بنی اسرائیل ہی تھے تو جب کہ یہ اپنے والوں ہی سے منکر ہو چکے ہیں تو پھر اے (خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) نبی آخر الزماں آپ کا انکار ان سے کیا دور ہے جب کہ آپ ان میں سے بھی نہیں ۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بعض اس پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعض نہ لائے ۔ پس یہ کافر اپنے کفر میں بہت سخت اور نہایت پکے ہیں اور ہدایت و حق سے بہت ہی دور ہیں پھر انہیں سزا سنائی جا رہی ہے کہ جہنم کا جلنا انہیں بس ہے ان کے کفر و عناد کی ان کی تکذیب کی اور سرکشی کی یہ سزا کافی ہے ۔ (تفسیر ابن کثیر)

● یہودیوں سے بعض آدمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بعض نہ لائے ایمان سے اعراض کیا سو جو ایمان نہ لایا اس کے لئے دوزخ کا سخت عذاب کافی ہے ۔ (جلالین)

۵۶ ۔ جس طرح دنیا میں آتش حسد اور عناد میں یہ (کافر) نئے نئے رنگ بدلتے ہیں اسی طرح عالم آخرت میں ان کے عذاب کی صورت ہوگی کہ جب آگ سے ایک جلد جل جائے گی تو دوسری جلد یعنی جیڑی اور پیدا ہو جائے گی اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے (کہ اگر وہ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو آخر وہ آگ سے گھڑی دو گھڑی میں جل بھن کر مر جاویں گے یہ تکلیف منقطع ہو جائے گی) بلکہ وہ جہنم میں ہمیشہ جلتے رہیں گے اور ایک جسم کے بعد پھر وہی جلنے کے لئے مدد غیب سے پیدا ہوتا تاکہ پورا عذاب چکھیں اور اس زندگی کو کوئی طبیب محال اور فانی نہ سمجھے بلکہ یہ سب ممکن اور اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے کیونکہ ان اللہ کان عزیزاً حکیما کہ وہ زبردست بھی ہے یعنی قادر مطلق ہے اور تادیر قائم رکھنے کی اس کو (بے شمار و بے گنتی) تدبیریں معلوم ہیں کیونکہ وہ حکیم ہے ۔ (تفسیر حقانی)

۵۷ ۔ اسلام میں نجات پھل ہے ایمان جڑ نیک اعمال شاخیں جیسے پھل کے لئے جڑ و شاخوں دونوں کی ضرورت ہے ایسے ہی نجات کے لئے ایمان و اعمال دونوں ضروری ہیں اسی لئے یہ ارشاد ہوا کہ وہ انسان جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال بھی نیک کئے ہم انہیں ثواب کے لئے ایسے گھنے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے دودھ پانی شہد وغیرہ کی نہریں جاری ہیں جنتی ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہ مر کر یا تبدیل ہو کر وہاں سے نکلیں نہ ان باغوں میں کبھی خزاں وغیرہ آئے اس کے ساتھ ہی ان کو ہر طرح کی صاف ستھری پاک بیویاں عطا فرمائی جائیں گی جو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک ہوں گی ہم انہیں ایسے آرام دہ سائے میں رکھیں گے جو گھنا بھی ہے اور دائمی بھی

کہ وہاں نہ سورج ہوگا نہ دھوپ۔ حدیث شریف میں ہے کہ دوزخی کی کھال اتنی موٹی ہوگی کہ اس کی موٹائی بیالیس ذراع اور اس کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (مسلم عن ابوہریرہ و تفسیر خازن) (اشرف التفاسیر)

۵۸۔ یہ آیت قرآن حکیم کے اہم ترین احکام میں سے ہے اس مختصر سی میں دین اور شریعت کی تمام تفصیلات سمیٹ کر رکھ دی گئی ہیں۔ علامہ قرطبیؒ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کیونکہ اداے امانت سے مراد یہاں صرف یہی نہیں کہ آپ کسی شخص کے پاس کوئی چیز رکھیں اور وہ آپ کو جوں کی توں واپس کر دے بلکہ اس کا مفہوم وسیع تر ہے۔ عبادات بھی امانت ہیں ان کو صحیح وقت پر اخلاص نیت سے شرائط و قیود کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا اسی امر کی تعمیل ہے۔ اگر آپ کو اقتدار و حکومت حاصل ہے تو غریب و امیر قوی و ضعیف میں مساوات قائم کرنا عدل کے ترازو کو تمام مخالف رجحانات کے باوجود برابر رکھنا حکومت کے عہدوں پر تقرر کے لئے کنبہ پروری اور دوست نوازی کی بجائے صرف اہلیت و قابلیت کو معیار قرار دینا بھی اس حکم کی تعمیل میں داخل ہے۔ عام لوگوں کے علاوہ اس حکم کے خصوصی مخاطب امراء اور حکام ہیں اور اگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر ہو تو پھر ہر شخص اس آیت کا خصوصی مخاطب ہے "تم میں سے ہر شخص اپنے مرتبہ کے لحاظ سے پاسبان اور جوابدہ ہے امام اور خلیفہ بھی راعی ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خاوند اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے ہر ایک سے اس کی حیثیت کے مطابق سوال کیا جائے گا۔" (تفسیر ضیاء القرآن)

۵۹۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھی مستقل طور پر واجب الاطاعت قرار دیا اور فرمایا کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے (النساء۔۸۰) "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث بھی اسی طرح دین کا ماخذ ہے جس طرح قرآن کریم۔ تاہم امراء و حکام کی اطاعت بھی ضروری ہے کیونکہ وہ یا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نفاذ کرتے ہیں یا امت کے اجتماعی مصالح کا انتظام اور نگہداشت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امراء و حکام کی اطاعت اگرچہ ضروری ہے لیکن وہ علی الاطلاق نہیں بلکہ مشروط ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ اسی لئے اطیعوا اللہ کے بعد اطیعوا الرسول تو کہا کیونکہ یہ دونوں اطاعتیں مستقل اور واجب ہیں لیکن "اطیعوا اولی الامر" نہیں کہا کیونکہ اولی الامر کی اطاعت مستقل نہیں اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ "معصیت میں اطاعت نہیں، اطاعت صرف معروف میں ہے۔" (مسلم و بخاری) یہی حال علماء و فقہاء کا

کہی ہے (اگر اولوالامر میں ان کو بھی شامل کیا جائے) یعنی ان کی اطاعت اس لئے کرنی ہوگی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرمودات بیان کرتے ہیں اور اسی کی طرف ارشاد و ہدایت اور رہنمائی کا کام کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علماء و فقہاء کی دینی امور و معاملات میں احکام کی طرح یقیناً ترجیح عوام پر ہے لیکن ان کی اطاعت بھی صرف اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ عوام کو صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بتلائیں لیکن اگر وہ اس سے انحراف کریں تو عوام کے لئے ان کی اطاعت بھی ضروری نہیں بلکہ انحراف کی صورت میں جانتے بوجھتے ان کی اطاعت کرنا سخت معصیت اور گناہ ہے۔ (ص ی)

مفہومات مزید: "ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا"۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ایمان لانا۔ "اور کسی نے اس سے منہ پھیرا" کہ ایمان سے محروم رہا جیسے کعب بن اشرف وغیرہم اس سے پتہ چلتا کہ علم جب ہی مفید ہوتا جب رب تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ عبداللہ بن سلام بھی توریت کے عالم تھے اور کعب بن اشرف بھی مگر حضرت عبداللہ بن سلام ایمان لائے اور کعب بن اشرف کافر رہا۔ حضور علیہ السلام کا انکار رب تعالیٰ کی تمام آیتوں کا انکار ہے اور انکار کا انجام نار ہے (نور العرفان) ● اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ ماننے اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کی سزا اور ان کے برے انجام کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہیں اس آگ میں دھکیلا جائے گا جو انہیں ہر طرف سے گھیرے گی اور ان کے رونگٹے رونگٹے کو جلا دے گی۔ اور یہی نہیں بلکہ یہ عذاب دائمی ہوگا ایک چمڑا جل گیا تو دوسرا بدل دیا گیا جو سفید کاغذ کی مثل ہوگا۔ ایک ایک کافر کی سو سو کھالیں ہوں گی۔ ہر ہر کھال پر طرح طرح کے عذاب ہوتے ہوں گے۔ ایک ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ کھال الٹ پلٹ ہوگی یعنی کہا جائے گا کہ پھر لوٹ آئے وہ پھر لوٹ آئے گی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت ہوئی ہے تو آپ نے پڑھنے والے سے دوبارہ سنانے کی فرمائش کی ہے وہ دوبارہ پڑھتا ہے تو حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں میں آپ کو تفسیر سناؤں ایک ایک ساعت میں سو سو بار بدلی جائے گی اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سنا ہے (ابن مردویہ وغیرہ) (ابن کثیر) ● تیار ان کے لئے کہ جو ایمان لا کر اچھے کام کرتے ہیں یہ وعدہ ہے کہ ہم ان کو ایسے باغوں میں (نہ دنیا کے باغ بلکہ عالم قدس کے باغوں میں) بسا دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور یہ عیش و آرام ان کے لئے دنیا کے عیش کی طرح یا عالم شباب کی طرح چند روزہ نہ ہوگا بلکہ دائمی اور وہاں ان کے انس کے لئے عالم قدس کی بیویاں بھی ہوں گی اور دراز سائے میں رہا کریں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنت میں دور تک درخت متصل ہوں گے اس لئے

ان کا سایہ بھی دراز ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ سایۂ دراز سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور دائمی عنایت مراد ہے جو اس کے قرب اور روحانی جنت کی طرف اشارہ ہے ● جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ امانت اس کے اہل و مستحق کو پہنچا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے امانت کی بڑی تاکید فرمائی ہے ارشاد ہے جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس میں معاہدہ کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔ (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاق کی علامتیں بتلاتے ہوئے ایک علامت یہ بتلائی کہ جب امانت اس کے پاس رکھی جائے تو خیانت کرے (صحیحین بروایت حضرت ابوہریرہؓ) آیت میں لفظ اَمَانٰت بصیغۂ جمع آیا ہے جس میں اشارہ ہے کہ امانت صرف یہی نہیں کہ کسی کا کوئی مال کسی کے پاس رکھا ہو بلکہ اس کی مجموعی اور متعدد قسمیں ہیں۔ حکومت کے عہدے اور منصب بھی اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام ہیں جن کے ہاتھ میں عزل و نصب کے اختیارات ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو اپنی عملی اور علمی قابلیت کے لحاظ سے اس کا اہل نہیں ہے بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کے لئے اپنے دائرہ حکومت میں اس کے مستحق کو تلاش کریں۔ کتاب العلم صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے سپرد کر دی گئی جو اس کام کے اہل اور قابل نہیں تو (اب اس فساد کا کوئی علاج نہیں) قیامت کا انتظار کرو۔ فرمایا۔ مجلسیں امانت داری کے ساتھ ہیں۔ یعنی مجلس میں جو بات کہی جائے وہ اسی مجلس کی امانت ہے ان کی اجازت کے بغیر اس کو دوسروں سے نقل کرنا اور پھیلانا جائز نہیں۔ ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص سے کوئی مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ اس پر لازم ہے کہ مشورہ وہی دے جو مفید اور بہتر ہو اگر خلاف مشورہ دے دیا تو امانت میں خیانت کا مرتکب ہو گیا کسی کا راز بھی امانت ہے بغیر اجازت کسی سے کہہ دینا خیانت ہے * "جب تم لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف کے ساتھ کیا کرو۔" حکام و عوام دونوں اس خطاب میں شامل ہیں کیونکہ عوام میں اکثر فریقین کسی کو ثالث بنا کر فیصلہ کروا لیا کرتے ہیں۔ حکام و امراء اس ارشاد کے مخاطب اول ہیں ثانیاً ہر اس شخص سے کہ جو امانت دار یا ثالث بنایا گیا ہو۔ آیت میں بین الناس فرمایا۔ اس میں اشارہ فرما دیا کہ عدل و انصاف کے معاملہ میں سب انسان مساوی ہیں ● "اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو اور تم میں سے جو حاکم ہوں" اس آیت کا نزول حضرت عبد اللہ بن حذافہؓ کے حق میں ہوا تھا جب کہ ایک دستہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ (بخاری و مسلم اور اصحاب سنن) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جو حاکم کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے جو حاکم کی نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے (صحیح بخاری، صحیح مسلم) حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اس امر پر کہ حضور علیہ السلام کا حکم سنیں گے اور مانیں گے دشواری میں بھی اور آسانی میں بھی خوشی میں بھی اور ناخوشی میں بھی اور حکام سے ان کے حکم میں کوئی کشمکش نہیں کریں گے اور جہاں بھی ہوں گے حق کو قائم کریں گے اور حق بات کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے ✱ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (حاکم کا حکم) سننا اور ماننا خواہ کسی ایسے (حقیر) حبشی غلام کا حکم ہو جس کا سر کشمش کی طرح ہو (رواہ البخاری) شوہر بیوی کو حکم دیتا ہے، آقا غلام کو حکم دیتا ہے، باپ اولاد کو حکم دیتا ہے یہ سب اولی الامر کی فہرست میں داخل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوب سن لو تم میں سے ہر ایک (ذمہ دار) نگران ہے اور جس کی نگرانی اس کے سپرد ہے اس کے متعلق وہ جوابدہ ہوتا۔ حاکم رعایا کا نگران ہے رعایا کے متعلق باز پرس اس سے ہوگی۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگران ہے گھر والوں کے متعلق سوال اس سے ہوگا۔ غلام اپنے آقا کے مال (مویشی وغیرہ) کا نگران ہے اس کی باز پرس اس سے ہوگی (بہر حال) تم میں سے ہر ایک (کسی نہ کسی کا ذمہ دار) نگران ہے اور اس سے اسی کی باز پرس ہوگی۔ (صحیح بخاری و مسلم) اولی الامر کا لفظ فقہاء، علماء اور محدثین کو بدرجہ اولیٰ شامل ہے کیونکہ یہی گروہ انبیاء کا وارث اور اللہ اور رسول کے احکام کا امین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے علماء انبیاء کے وارث ہیں (رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا" (تمام) لوگ تمہارے پیرو ہیں اور بہت سے لوگ دنیا کے کناروں سے تمہارے پاس دین کے مسائل سمجھنے کے لئے آئیں گے (رواہ الترمذی)

● حاکم کی اطاعت صرف اس وقت واجب ہے جب اس کا حکم شرع کے خلاف نہ ہو۔ آیت [illegible] سے یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اللہ نے انصاف کرنے کا حکم دیا اس کے بعد حاکموں کی اطاعت کا امر کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب تک حکام عدل پر قائم ہیں ان کی اطاعت واجب ہے ✱ اگر کسی مسئلہ میں تمہارے آپس میں اختلاف ہو جائے تو (صحیح فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے (احکام کی طرف) رجوع کرو" یہ اللہ اور رسول کی طرف رجوع تمہارے لئے بہتر ہے" یعنی اپنے ذہنی خیال پر چلنے سے بہتر ہے اور تاویل کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ
قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ
وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ ٦٠ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝ ٦١
فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ
بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝ ٦٢ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي
قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝ ٦٣
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا
رَحِيمًا ۝ ٦٤ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ ٦٥

کیا آپ نے نہیں دیکھا ان کی طرف جو دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ اس (کتاب) پر ایمان لے آئے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور جو آپ سے قبل نازل ہو چکی ہے (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ رجوع مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم مل چکا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کفر اختیار کریں اور شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ انہیں گمراہ کر کے بہت دور دراز لے جائے * اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی طرف آؤ جسے اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف آؤ تو آپ دیکھیں گے کہ منافقین آپ کی طرف سے بڑی پہلو تہی کر رہے ہیں * پھر کیسی گزرتی ہے جب ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے اپنے ہی ہاتھوں پھر آپ کے پاس آتے ہیں اللہ کی قسم کھاتے ہوئے کہ ہمارا مقصد تو بھلائی اور مصلحت تھا * یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ (اسے) خوب جانتا ہے تو آپ ان سے چشم پوشی کر جایا کیجئے اور انہیں نصیحت کرتے رہیے اور انہیں ان کے بارے میں موثر بات کہتے رہیے * اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس غرض سے کہ اس کی اطاعت اللہ کے حکم سے کی جائے اور کاش کہ جس وقت یہ اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے تھے آپ کے پاس آ جاتے پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ان کے حق میں مغفرت چاہتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے * سو آپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے

جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو آپ کو حکم نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ آپ کردیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کرلیں (۴/ ۶۰ تا ۶۵)

۶۰ - اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دعوے کو جھٹلایا ہے جو زبانی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام اگلی کتابوں پر اور اس قرآن پر بھی ہمارا ایمان ہے لیکن جب کبھی کسی مسئلہ کی تحقیق کرنا ہو جب کبھی کسی اختلاف کو مٹانا ہو جب کبھی کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنا ہو تو قرآن و حدیث کی طرف رجوع نہیں کرتے بلکہ کسی اور طرف جاتے ہیں۔ یہ آیت ان دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں کچھ اختلاف تھا ایک تو یہودی تھا دوسرا انصاری۔ یہودی تو کہتا تھا کہ چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ کرالیں اور انصاری کہتا تھا کعب بن اشرف کے پاس چلو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری ہے جو اسلام کو ظاہر کرتے تھے لیکن در پردہ احکام جاہلیت کی طرف جھکنا چاہتے تھے اس کے سوا اور اقوال بھی ہیں۔ آیت اپنے حکم اور الفاظ کے اعتبار سے عام ہے اور تمام واقعات کو شامل ہے۔ ہر اس شخص کی مذمت اور برائی کا اظہار کرتی ہے جو کتاب و سنت سے ہٹ کر کسی اور باطل کی طرف اپنا فیصلہ لے جائے اور یہی مراد یہاں طاغوت سے ہے (یعنی قرآن و حدیث کے سوا کوئی چیز یا شخص) (تفسیر ابن کثیر)

۶۱ - اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ جو قرآن میں حکم ہے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں اس کے موافق عمل کریں تو تم منافقین کو دیکھو گے کہ وہ تمہارے حکم سے اعراض اور انکار کرتے ہیں

۶۲ - اور جب ان پر کوئی سخت مصیبت پیش آجاتی تھی جو بسبب ان کے اعمال بد کا نتیجہ ہوتا سو تو اپنے مطلب کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑ کر حاضر ہوتے اور اس عدم حاضری کے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے کہ یا رسول اللہ ! اس میں ہماری مصلحتیں تھیں ورنہ کوئی اور بات نہ تھی (حقانی)

۶۳ - رب تعالیٰ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں کپٹ ہے یہ منافق دھوکہ باز ہیں آپ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں لہٰذا آپ ان سے منہ پھیر لیں ان کی باتیں سنیں بھی نہیں بلکہ انہیں نصیحت فرمائیں کہ آئندہ کے لئے منافقت سے باز آجاؤ ورنہ دنیا میں بدنام یا بشر کی طرح قتل ہوگے اور آخرت میں عذاب دوزخ کے حق دار ہوگے ان سے ایسی حکیمانہ گفتگو فرماویں جو ان کے دل تک پہنچ جائے (اشرف التفاسیر)

۶۴ - رسول کا بھیجنا ہی اس لئے ہے کہ وہ مطاع بنائے جائیں اور ان کی اطاعت فرض ہو تو جو ان کے حکم سے راضی نہ ہو اس نے رسالت کو تسلیم نہ کیا وہ کافر واجب القتل ہے (کنز الایمان)

۶۴ - یعنی اے رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم! اگر یہ دنیا بھر کے قصور کر کے اور اپنی جانوں پر طرح طرح کے ظلم توڑنے کے بعد بھی نادم و تائب ہو کر تمہارے حضور میں حاضر ہوں تو ان پر اپنا ابر کرم باز رکھیو۔ جب ان کی شفاعت و بخشش و رستگاری کے لئے تمہارا ہاتھ میری بارگاہ جود و عطا

میں آ جائے تو خواہ وہ کتنے ہی تیرہ و سیاہ اور بدکار کیوں نہ ہوں تمہارے رب کی رحمت ان کو واپس
نہیں کرے گی بلکہ ان کی توبہ قبول کر لی جائے گی اور ان بھٹکے ہوؤں کو اپنا بنا لیا جائے گا۔ حضور
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ برکت حضورؐ کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھی بلکہ
تا ابد ہے۔ اہل دل اہل نظر ہر لمحہ اور ہر آن اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ
وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے تین روز بعد ایک اعرابی ہمارے
پاس آیا اور (فرط رنج و غم سے) مزار پر انوار پر گر پڑا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور
عرض کرنے لگا اے اللہ کے رسولؐ! جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا، جو آپ نے اپنے رب سے
سیکھا وہ ہم نے آپ سے سیکھا اور اسی میں یہ آیت بھی تھی وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا... الخ
میں نے اپنی جان پر بڑے بڑے ستم کئے ہیں۔ اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ اے
سراپا شفقت و رحمت! میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیے فنودی من القبر انہ قد
غفرلک (القرطبی) تو مرقد منور سے آواز آئی تجھے بخش دیا گیا۔ (ضیاء القرآن)

۶۵۔ اس آیت کے نزول کا سبب ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پھوپھی زاد تھے۔ اور ایک آدمی کا کھیت سیراب کرنے والے (نالے) کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔
معاملہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ آپ نے صورت حال کا جائزہ لے کر جو حق تھا وہ
فیصلہ دیا تو وہ اتفاق سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے موافق تھا جس پر دوسرے آدمی نے
کہا کہ آپ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ وہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی
(صحیح بخاری تفسیر سورۃ النساء) آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
کسی بات یا فیصلے سے اختلاف تو کجا دل میں انقباض بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے (ص ی)

مفہومات مزید: ایک یہودی سے ایک منافق کا جس کا نام بقول کلبی "بشر" تھا۔ کچھ جھگڑا تھا
یہودی نے فیصلہ کرانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی منافق کو دعوت
دی اور منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کے لئے یہودی سے خواہش کی یہودی نے کعب
بن اشرف کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا
مجبوراً منافق کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنا پڑا۔ غرض دونوں خدمت گرامی میں
حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا جب دونوں خدمت اقدس
سے الگ ہو کر باہر آئے تو منافق یہودی کو کھینچ لیا اور بولا (فیصلہ کے لئے) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چل
دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے یہودی نے عرض کیا میں اور یہ شخص اپنا باہمی مقدمہ لے کر

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے تھے یہودی نے اس کے خلاف فیصلے ڈگری دے دی لیکن یہ ان کے فیصلے
پر راضی نہ ہوا اور مجھے آپ کے پاس لے آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے دریافت
کیا کیا ایسا ہی ہے۔ منافق نے کہا جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں (اندر
جا کر ابھی) باہر آتا ہوں چنانچہ آپ گھر میں گئے۔ وہاں سے تلوار لی۔ پھر باہر نکل کر منافق کو قتل
کر دیا۔ اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اسی
طرح کیا کرتا ہوں۔ ثعلبی بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ● یا باہمی خصومت اور جھگڑے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے شرعی فیصلے سے اعراض کرنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ ایسا کام کرنے والا منافق ہی
ہو سکتا ہے اور جب اس منافق کا کفر عملاً اس طرح کھل گیا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے
پر راضی نہ ہوا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اس کو قتل کرنا صحیح ہو گیا کیونکہ اب وہ منافق نہ رہا بلکہ
کھلا کافر ہو گیا اس لئے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آ جاؤ
اس حکم کی طرف جو اللہ نے اتارا ہے اس کے رسول کی طرف، تو یہ منافقین آپ کی طرف آنے سے
رک جاتے ہیں ● منافق زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے لیکن عمل کا حال یہ تھا کہ اپنے جھگڑے فیصلے
چکانے کے لئے مخالفین اسلام کے سامنے لے جاتے تھے اور اللہ اور اس کے رسول کے فیصلوں پر مخالفین
اسلام کے فیصلوں کو ترجیح دیتے تھے۔ پھر جب کبھی ایسا ہوتا کہ ان کی یہ دو رنگی پکڑی جاتی تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں کھاتے اور کہتے "ہم تو آپ ہی کے حکم پر چلنے والے
ہیں۔ محض اس خیال سے کہ کسی نہ کسی طرح معاملہ سلجھ جائے اور مخالفین اسلام کی بھی دل جوئی
ہو جائے ان لوگوں کے پاس چلے گئے تھے * یہاں ان لوگوں کی ایسی منافقانہ روش کا ذکر
کیا گیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کے حکم اور فیصلے پر یقین
نہیں رکھتا وہ کبھی سچا مومن نہیں ہو سکتا۔ یقین کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ حکم مان لیا جائے
بلکہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ حکم رسول کے خلاف دل میں کوئی تنگی یا ادنیٰ خلش بھی محسوس نہ ہو ●
منافقین کے دل میں کیا کیا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پورا پورا ہے۔ اس پر کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز
بھی مخفی نہیں وہ ان کے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے تو ان سے چشم پوشی کرو۔ ان کے
باطنی ارادوں پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو بلکہ انہیں نفاق سے اور ان کی شر و فساد رکھنے سے باز رہنے
کی نصیحت کرو اور دل میں اثر کرنے والی باتیں ان سے کرو بلکہ ان کے لئے دعا بھی کرو * (کہ اللہ ہدایت دے) دشمنوں
کی سازش کو عفو و درگزر، وعظ و نصیحت اور قول بلیغ کے ذریعہ سے ہی ناکام بنانے کی سعی کی
جانی چاہئے ● ارشاد ہوا۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے جتنے رسول بھی دنیا میں بھیجے

وہ اس لئے بھیجے گئے کہ ان کی امت کا ہر فرد ان کی اطاعت کرے اور وہ اپنی امت کے مطاع مطلق ہوں اور یہ
اطاعت بہ اذن الٰہی بہ حکم الٰہی ہو * بہرحال ان کی اطاعت حکم ربانی ہے اور ان کی مخالفت اغواء شیطانی۔
اگر وہ آپ کی امت والے حق والے جب کبھی جہاں کہیں کسی قسم کا ظلم اپنی جانوں پر کرلیں تو
آپ کے حضور حاضر ہو جاویں مگر ان کی یہ حاضری سائلانہ محتاجانہ ہو جیسے داتا کے دروازہ پر فقیر، حاکم کریم
کے دروازہ پر اقبالی مجرم حاضر ہو جاتا ہے حاکمانہ۔ دوستانہ۔ ظالمانہ۔ سارقانہ نہ ہو جہاں ہمسری
یا برابری کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ برابر والے خیال کی حاضری محرومی کا باعث ہے سائلانہ حاضری کرم
و بخشش کا ذریعہ ہے پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے ظلم و جرم کی معافی مانگیں
کیونکہ ہم سے معافی مانگنے کے لئے بہتر وقت اور مناسب جگہ آپ کی حضوری ہے اور رسول یعنی
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت یعنی شفاعت فرماویں تو یہ لوگ
اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں کہ ان کی توبہ قبول فرما لی جاوے اور ان پر رحمت
کی جاوے ● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت و اتباع کو بغیر نہایت واضح اور مؤکد
اور مؤثر پیرایہ میں بیان فرمایا جا رہا ہے * امام ابن جریر وغیرہ کا قول ہے کہ اس آیت کا تعلق
کسی ایسی سابقہ واقعہ سے ہے اور یہ حکم بھی حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات تک نہیں بلکہ
قیامت تک کے لئے ہے ہر شخص کے لئے ہے اور یہی ایمان کی اساس ہے۔ جو شخص اطاعت رسول
سے سرتابی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے متعلق قسم سے مؤکد کرکے اپنا فیصلہ یہ دیتا ہے کہ
وہ مومن نہیں۔ یہاں تو وہی اطاعت قبول ہے جو اس کے رسول کی اتباع و پیروی میں
ہو اور وہی مطیع مطیع ہوتا جو مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی غلامی کا طوق زیب گلو کئے
حاضر ہوتا * یہاں تک تصریح کردی ہے کہ ظاہری انقیاد و تسلیم کافی نہیں بلکہ مومن وہ
ہوتا جو دل کی گہرائیوں میں بھی فرمان رسول کے خلاف کوئی گھٹن یا گرانی محسوس نہ کرے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾
وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ
لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ
مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ قتل کرو اپنے آپ کو یا نکل جاؤ اپنے اپنے گھروں سے تو نہ بجا لاتے
اس کو مگر چند آدمی ان میں سے اور اگر وہ کرتے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہوتا ان کے
لئے بہتر اور (اس طرح) سختی سے (اللہ کے احکام پر) ثابت قدم ہو جاتے۔ تو اس وقت ہم بھی عطا فرماتے
انہیں اپنے پاس سے اجر عظیم۔ اور ضرور پہنچاتے انہیں سیدھے راستہ تک۔ اور جو اطاعت کرتے ہیں
اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی
انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ یہ (محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور
کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا۔ اے ایمان والو! ہوشیار رہو پھر (وقت آجائے تو) نکلو ٹولیاں بن کر یا نکلو
سب مل کر اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت
تو وہ کہے احسان فرمایا ہے اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا ان کے ہمراہ (جنگ میں) حاضر اور اگر ملے تمہیں فضل
(فتح اور مال غنیمت) اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہے جیسے نہیں تھا تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی

دوستی کا اس میں بھی ہوتا ان کے ہمراہ تو حاصل کرتا بڑی کامیابی۔ پس چاہیئے کہ لڑا کریں اللہ کی راہ میں (صرف) وہ لوگ جنہوں نے بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ میں پھر (خواہ) مارا جائے یا غالب آئے تو (دونوں حالتوں میں) ہم دیں گے اجر عظیم

(۴/۶۶-۷۴)

۶۶- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اگر انہیں ان منع کردہ کاموں کا بھی حکم دیا جاتا جنہیں وہ اس وقت کر رہے ہیں تو وہ ان کاموں کو بھی نہ کرتے اس لئے ان کی ذلیل طبعیتیں حکم خدا کی مخالفت پر ہی بنائی گئی ہیں۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم کی خبر دی ہے جو ہوا نہیں وہ ہوتا تو کس طرح ہوتا؟ - اس آیت کو سن کر ایک بزرگ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچا لیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا "بے شک میری امت میں ایسے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ راسخ اور ثابت ہے" (ابن ابی حاتم) اس روایت کی دوسری سند میں ہے کہ کئی ایک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ فرمایا تھا۔ سدی کا قول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فخریہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر خود ہمارا قتل فرض کیا تو ہم وہ بھی کر گزرے۔ اس پر حضرت ثابت نے فرمایا "واللہ! اگر ہم پر یہ فرض ہوتا تو ہم بھی کر گزرتے" اس پر یہ آیت اتری۔ اور روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر یہ حکم ہوتا تو اس کے بجا لانے والوں میں ایک ابن ام عبد بھی ہوتے" (ابن ابی حاتم) اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس آیت کو پڑھ کر حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ بھی اس پر عمل کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارا حکم بجا لاتے اور ہماری منع کردہ چیزوں اور کاموں سے رک جاتے تو یہ ان کے حق میں اس سے بہتر ہوتا کہ وہ حکم کی مخالفت کریں اور ممانعت میں مبتلا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۶۷- اور اس کے بدلہ میں ہم ان کو اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے کہ ان کو جنت عطا ہوتی۔ (جلالین)

۶۸- اس حکمت اور سر کی طرف اشارہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر متفرع ہوتے ہیں اور ان کو راہ راست کی ہدایت کرتے۔ (حقانی)

۶۹- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی

ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا تھا - حضور علیہ السلام نے فرمایا
" آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے" - عرض کیا " نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد، بجز اس کے کہ جب حضور سامنے
نہیں ہوتے تو انتہاء درجہ کی وحشت و پریشانی ہو جاتی ہے - جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے
کہ وہاں میں کس طرح دیدار کر سکوں گا آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے
جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں" - اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسکین دی
گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرماں برداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا - (حاشیہ
کنزالایمان)

نبی وہ لوگ کہ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے یعنی فرشتہ ظاہر میں پیغام کہہ جائے - صدیق وہ
جو وحی میں آوے ان کا جی آپ ہی ان پر گواہی دے اور شہید وہ جن کو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ ان پر
جان دیتے ہیں اور نیک بخت وہ جس کی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن حکم
برداری میں لگ جاتے ہیں اللہ ان کو بھی ان کے ساتھ گنے گا - (موضح القرآن)

۷۰) یہ دین و دنیا میں بڑے اچھے اور نفع پہنچانے والے ساتھی ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کے
ساتھیوں پر بھی مہربانی فرما دیتا ہے - یہ محبوبوں کی ہمراہی ان کا قرب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے
جو اس کے کرم سے ہی ملتا ہے - اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ جانتا ہے کہ کون ان بزرگوں کی صحبت کے
لائق ہے اور کون نہیں - (اشرف التفاسیر)

۷۱) مسلمانوں کو پہلے اطاعت خدا اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دیا اب دین حق
کی سربلندی کے لئے جہاد کی تلقین کی جا رہی ہے اور پوری طرح تیاری کرنے اور دشمن کی عیارانہ چالوں
سے ہوشیار رہنے اور چوکنا رہنے کی ہدایت کی جا رہی ہے - (ضیاء القرآن)

۷۲) مومنین کو جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو منافقین اپنی بے تعلقی اور علیحدگی پر جشن اپنی
مسرت و فخر کا اعلان کرنے لگتے ہیں کہ خوب ہوا جو ہم شریک نہ تھے ورنہ ہم بھی اس بلا میں پھنستے - (ماجدی)

۷۳) اگر کامیابی ہوتی ہے تو رشک و حسد سے جل مرتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں " کاش ہم نے بھی ساتھ دیا ہوتا تو
آج کامیابی ہمارا حصہ ہوتا - اسلام کے ابتدائی عہد میں بھی ایسے لوگ موجود تھے - (ترجمان)

۷۴) مومن ان لوگوں سے لڑیں جنہوں نے آخرت بیچ کر دنیا خرید لی یعنی جنہوں نے دنیا کے تھوڑے سے
مال کی خاطر اپنے دین کو فروخت کر دیا - مراد منافقین اور کافر ہوں گے (ابن کثیر نے یہی مفہوم بیان کیا ہے)-
(مولا)

مفہومات: مزید عام طور پر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان پر بطور احکام کے یہ فرض کر دیا جاتا کہ اپنے آپ کو قتل کر لو یا اپنے وطن کو چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں چند ایمان و طاعت والوں کو چھوڑ کر باقی جتنے لوگ ہیں اس حکم کو نظر انداز کر دیتے کوئی بھی تعمیل حکم نہ کرتا اور ایسا حکم کو ٹالنے والے سوائے منافقین و کفار کے کون ہو سکتے ہیں۔ جب کہ اہل ایمان و یقین بہر حال اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لاتے ہیں۔ کاش وہ لوگ جو حکم ماننے سے اعراض کرتے ہیں اپنے رویوں سے باز آ کر انھیں جو نصیحت و ہدایت کی جاتی ہے اس پر عمل پیرا ہو جاتے تو یہ بات ان کے لئے دارین میں سعادتوں کا موجب بن جاتی۔ نزول آیت پر جب کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس امتحان سے یوں محفوظ رکھا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے زیادہ جما ہوا ہے"۔ روایتوں میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق آیا ہے کہ یہ لوگ ضرور اس پر عمل کرتے اور جہاں تک وطن چھوڑنے کی بات ہے اذن ہجرت پر مہاجرین کا مکہ مکرمہ میں سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ کو نکل پڑنا تعمیل حکم کی روشن مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم ماننے والوں کے لئے بہت اعلیٰ اجر اور بڑا ثواب ہے۔ ایک اہم انعام تو یہ ہے کہ ایسے اچھے اور مستحق اجر و ثواب بندوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی ہدایت سے نواز کر خوب عزت عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہادی برحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اطاعت گزار فرماں برداروں پر سب سے بڑا انعام اور کرم خاص تو یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ کے سب سے پسندیدہ اور محبوب بندوں کی معیت یا ساتھ عطا ہوگا۔ آیت میں اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ بندوں میں انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کا درجہ بہ درجہ ذکر مبارک ہے، جن کے ساتھ معیت کی اطاعت گزار بندوں کو نوید دی گئی ہے۔ "نبیین" یعنی جماعت انبیاء، لیکن یہاں مراد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جمع فرمانا یا تو تعظیم کے لئے ہے جیسے "انا لہ لحفظون" یا اس لئے ہے کہ حضور تمام انبیاء کرام کی صفات کے جامع ہیں گویا آپ جماعت انبیاء ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہنا گویا سارے نبیوں کے ساتھ رہنا ہے۔ رب تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے "انہ کان امۃ قانتا" اور ہو سکتا ہے کہ ایسے مطیعوں کو تمام انبیاء کرام سے قرب خصوصی میسر ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اطاعت تمام نبیوں کی اطاعت ہے اس لئے مطیع کو سارے نبیوں کا قرب بھی میسر ہوگا (روح) "صدیقین" یعنی بات کے کھرے اور معاملے کے سچے ایسے کہ سچائی اور حق پسندی گویا ان کی فطرت میں رچ گئی اور ان کی طبیعت کا جز بن گئی ہے یہاں تک ہر جز و سے متعلق ان کی تصدیق کامل ہوتی ہے ریب و شک کی حدود سے بالاتر۔ صدیق، انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے

ساتھ ان کی راہ پر گامزن و قائم رہیں مگر اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افاضل صحابہ
مراد ہیں جیسے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض۔ اردو میں صدیقین ہی کو اولیاء اللہ یا محض اولیاء کہتے ہیں۔ قربِ
حق میں ان کا نام انبیاء کے بعد ہی ہوتا ہے۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ افضل
انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے بعد صدیقین کی فضیلت ہے۔ شہداء جنھوں نے راہِ حق میں جان دی۔ شہید
وہ ہے جو دین کی محبت میں اپنی جان تک سے دریغ نہ کرے اور عمل سے ثابت کر دے کہ جس چیز پر وہ ایمان
لایا تھا وہ اسے اس قدر عزیز تھی کہ اس کی خاطر اس نے اپنی جان تک قربان کر دی۔ لیکن محاورہ قرآنی میں
یہ لقب مقتولین فی سبیل اللہ تک محدود نہیں بلکہ ہر وہ شخص اس طبقہ میں آجاتا ہے جو اپنے قول و عمل سے
دین کے ساتھ اپنی انتہائی شیفتگی کی شہادت پیش کرے۔ انبیاء صدیقین اور شہداء کے بعد صالحین کا ذکر ملتا ہے
"والصالحین" وہ افرادِ ملت کہلاتے ہیں جو پورے دیندار اور متبع شریعت ہوتے اور جن کی صالحیت ان کے غالب
اعمال میں رہتی ہے۔ گو ان کی شخصیت اس درجہ کی نہ ہوں جو دنیا کے سامنے بطور حجت و شہادت پیش ہو سکیں
یا وہ دیندار جو حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے اقوال و اعمال دونوں ادا کریں اور
ان کے اقوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اعمالِ صالحہ کے بدلہ میں اجرِ عظیم کا
وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً پورا ہوتا ہے دنیا میں عزت و اقبال سکون و راحت اللہ تعالیٰ
کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و وارفتگی انعامات خاص ہیں اور آخرت میں
جنت اور وہاں کی ساری راحتیں اور آسائش دیدارِ حق تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
معیت خاص جو انعام عظیم ہے۔ اپنے تحفظ و بچاؤ کے لئے اسلحہ سامانِ جنگ اور ممکنہ ذرائع کا استعمال
و نیز جمعیت و اجتماعیت اتحاد و مرکزیت کا مفید راستہ اختیار کرنا۔ منافقین کا ذکر ہے پس و پیش کا وتیرہ
ہوتا ہے یعنی جہاد سے گریزاں ہوتے ہیں اور ہمیشہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جب نقصان کی بات ہو تو کہتے ہیں کہ ہمارا
بے تعلق اور علیحدہ ہونا ٹھیک تھا ورنہ ہم بھی مصیبت میں پڑ جاتے۔ جب اس کے برعکس کامیابی ہوتی تو
پچھتاتے اور انتہائی جلن سے کہتے کہ اگر ہم بھی شریک ہوتے تو کامیابی میں ہمارا بھی حصہ ہوتا۔ اللہ کی راہ
میں لڑنا اور جان دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے بلکہ ان کا کام ہے جنھوں نے آخرت اور وہاں کی نعمتوں کے
لئے اپنی زندگی کو بیچ دیا ہے اور زندگی کی ساری لذتیں اور اغراض سب اللہ تعالیٰ کی نذر ہو چکے ہیں یا یہ معنی
ہونگے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان بدبخت لوگوں سے لڑنا جو آخرت دے کر دنیا خرید رہے ہیں۔ یہاں یہ بھی
فرما دیا گیا کہ تم صرف فتح مندی ہی پر اجرِ آخرت کا حاصل ہونا منحصر نہ سمجھو بلکہ مغلوب و مقتول ہونے کی

صورت میں بھی ہم اجر عظیم عطا کریں گے یعنی شکست میں بھی فتح ہے۔ "یشرون" منجملہ لغات اضداد میں سے
ہے یعنی اس کے معنی خریدنے کے بھی ہیں اور فروخت کرنے کے بھی کچھ اس بنا پر اور کچھ آیت کی ترکیب الفاظ
کی بنا پر آیت کے ایک بالکل دوسرے معنی بھی کیے جا سکتے ہیں لوں کیے گئے ہیں یعنی "وہ لوگ اللہ کی راہ میں
لڑیں جو زندگی آخرت کے عوض میں فروخت کر چکے ہیں" اور اس صورت میں آیت کا تعلق تمام تر مومنین
مخلصین سے ہوگا جو اپنی ہر دنیوی خوشحالی اور کامرانی کو رضائے الٰہی پر قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ائمۂ تفسیر
نے دونوں ہی پہلو اختیار کیے ہیں۔ (کبیر، کشاف، معالم التنزیل بحوالہ: ماجدی)

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ
الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا ۝ الَّذِينَ آمَنُوا
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوٓا
أَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۖ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيفًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ
لَهُمْ كُفُّوٓا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ
الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا
رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ أَخَّرْتَنَآ إِلٰىٓ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا
قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَ مَا تَكُونُوا
يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ
يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝

اور بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے بچوں کے چھٹکارے
کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ان ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات
دے اور ہمارے لئے خود اپنے پاس سے حمایتی مقرر کر دے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا ★
جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے
سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو یقین مانو کہ شیطانی حیلہ (بالکل
بودا اور) سخت کمزور ہے ★ کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو
اور نمازیں پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں جہاد کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک
جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگی جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور کہنے لگے اے
ہمارے رب! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا؟ کیوں ہمیں تھوڑی سی زندگی اور جینے نہ دی؟ آپ کہہ دیجئے
کہ دنیا کی سود مندی تو بہت ہی کم ہے اور پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے
کے برابر بھی ستم روا نہ رکھا جائے گا ★ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی، گو تم مضبوط قلعوں
میں ہو اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے
تو کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ انہیں کہہ دو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ

کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں۔ (۴/ ۷۵ تا ۷۸)

۷۵۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ کمزور اور بے بس لوگ جو مکہ میں ہیں جن میں عورتیں اور بچے بھی ہیں جو وہاں کے قیام سے اکتا گئے ہیں جن پر کفار نت نئی مصیبتیں توڑ رہے ہیں جو بے حال و بے بس ہیں انہیں آزاد کرا لو جو بے کس دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اس بستی یعنی مکہ سے ہماری رہائی ہو۔ مکہ شریف کو اس آیت میں قریہ کہا گیا ہے ٭ کہ اس بستی کے رہنے والے کافروں کے ظلم کی شکایت کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنی دعاؤں میں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارا والی اور مددگار اپنے پاس سے مقرر کر۔ (ابن کثیر)

۷۶۔ جو پکے ایمان والے ہیں وہ راہ خدا میں لڑتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں سو اے ایمان والو! شیطان کے مددگاروں اور دوستوں سے لڑو تم ان پر غالب رہو گے کہ اللہ نے تم کو قوت ایمانی عطا فرمائی ہے بے شک شیطان کا مکر مسلمانوں کے ساتھ ضعیف و سست ہے (جلالین)

۷۷۔ لڑنا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہیے ٭ تم جہاد فرض ہونے سے پہلے تو یہ کہو کہا کرتے اور کہتے تھے مگر جب جہاد فرض ہوا تو موت سے ڈرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش ہم پر جہاد فرض نہ ہوتا تو ہم چند روز اور جیتے اگرچہ جہاد کے آرزومند مخلص لوگ بھی تھے مگر چونکہ منافقین بھی بظاہر انہیں میں شامل ہیں اس لئے اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَخْشَوْنَ کہا درست ہوا یعنی منافق دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جیسا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور جانتے ہیں کہ جہاد میں جانا مر جانا ہے اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ ان سے کہہ دیجئے اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ جہاد میں جانا باعث موت اور گھر بیٹھنے سے زندگی ہے تو یہ زندگی کب تک؟ دنیا کی منفعت کیا ہے؟ آخر دار فانی ہے۔ البتہ راحت و آسائش تو پرہیزگاروں کے لئے دار آخرت میں ہے جو کبھی فانی نہیں نہ کلفت پذیر ہے نہ اس کی عیش کلفت پر موقوف لہذا اے دنیا کے (حقانی) دوستو! اگر تم نہ بچنے کی حاجت تھے تو جہاد میں اندیشہ و تامل نہ کرو۔

۷۸۔ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آ لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو موت سے رہائی پانے کی کوئی صورت نہیں اور جب موت ناگزیر ہے تو بستر پر مر جانے سے راہ خدا میں جان دینا بہتر ہے کہ یہ سعادت آخرت کا سبب ہے

اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے ارزانی اور کثرت پیداوار وغیرہ کی تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے گرانی قحط سالی وغیرہ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے ہے یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی ہے تو اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں جب سے یہ آئے ہیں ایسی ہی سختیاں پیش آتی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی گرانی ہو یا ارزانی، قحط ہو یا فراخ حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے (کنزالایمان و حاشیہ)

مفہومات مزید : بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں کہ بدر کے معرکوں میں سے بعض کو فیصلہ کن فرمادیا اور بعض مکہ میں رہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہوا اور اہل مکہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا انہوں نے مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیا ● مومن اور کافر دونوں کو جنگوں کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن مقاصد جنگ میں فرق واضح ہے مومن اللہ کے لئے لڑتا ہے جبکہ کافر کا مقصد دنیا اور اس کے مفادات ہیں * مومنوں کے لئے ترغیب کہ شیطانی مقاصد کے مکر وحیلے کمزور ہوتے ہیں ان کے ظاہری سامان، کثرت تعداد وغیرہ سے متاثر ہو کر ثبات ایمان اور عزم حق کے مقابلے میں یہ طاغوتی قوتیں ٹک نہیں سکتیں ● قتل و غارتگری اور خون خرابے کے عادی لوگوں کو ناحق جنگ وجدال سے روک کر اعمال حسنہ کی تلقین و ترغیب * پہلے جب بعض حق و انصاف کی راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تو جو منافق اور بودے تھے جہاد سے جی چراتے تھے اور تمنائیں کرتے تھے کہ کاش ہمیں یہ حکم نہ دیا جاتا * ان کی حالت قابل غور ہے یعنی ناحق اور ظلم وزیادتی کی راہ میں جنگ سے انکار نہ تھا اور بڑے شوق سے کیا کرتے تھے اور اب جب حق وصداقت ایمان و انصاف کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تو اس سے کترا رہے ہیں اور ان کا خوف سے لرزہ براندام ہیں جیسے کوئی اللہ سے ڈرتا ہو ان پر بلکہ اس سے بھی زیادہ ● غازیوں اور شہیدوں پر زبان درازی کریں اب کہیں کہتے ہیں کہ یہ اگر جنگ میں نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے زندہ رہتے حالانکہ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے۔ تم کو ضرور موت آئے گی اگرچہ تم محفوظ قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو * اے محبوب! آپ ان بے درد گفتار کا عناد و حسد اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جب انہیں نفع ہو تو کہتے ہیں کہ رب کی طرف سے ہے اور جب کوئی آفت آئے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی وجہ سے ہے۔ آپ ان کی تردید میں فرما دیجئے ہر خیر و شر راحت و رنج گرانی و ارزانی فتح و شکست اللہ کی طرف سے ہے اور اسی کے ارادے سے ہوتا ہے۔

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ
اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۷۹ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ
اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝۸۰ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ؗ
فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ
مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱

کنز الایمان (۴/۷۹-۸۱)

اے سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ ⁕ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا ⁕ اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو منصوبے گانٹھتا ہے اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے تو اے محبوب تم ان سے چشم پوشی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی

۷۹۔ حسنہ سے یہاں مراد بارشوں کا ہونا، جانوروں میں زیادتی ہونا، بال بچے بکثرت ہونا، خوشحالی میسر آنا وغیرہ اگر یہ ہوتا تو کہتے کہ یہ سب من جانب اللہ ہے اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو اس کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتے اور کہتے یہ سب آپ کی طرف سے ہے یعنی ہم نے اپنے بڑوں کی راہ چھوڑ دی اور اس نبی کی تابعداری اختیار کی اس لئے اس مصیبت میں پھنس گئے اور اس بلا میں پڑ گئے پس پروردگار ان غلط باتوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اس کی قضا و قدر ہر بھلے برے، فاسق و فاجر، نیک و بد، مومن و کافر پر جاری ہے، بھلائی برائی سب اس کی طرف سے ہے ⁕ اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے کہ اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اسی کی گواہی اس امر پر بھی کافی ہے کہ آپ نے تبلیغ کر دی۔ آپ کے اور ان کے درمیان جو ہو رہا ہے اسے بھی وہ مشاہدہ کر رہا ہے یہ جس طرح عناد اور تکبر آپ کے ساتھ برتتے ہیں اسے بھی وہ دیکھ رہا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۸۰۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو اس حکم سے منہ پھیرے تو آپ رنجیدہ نہ ہوں کہ آپ کو ہم نے ان کے اعمال کا محافظ نہیں بنایا۔ بلکہ آپ ڈرانے والے ہیں (آپ کی ذمہ داری تو صرف پہنچانے کی ہے) اختیار ان کا ہم کو ہے (بحوالہ جلالین)

● بغویؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی

اس پر بعض منافق کہنے لگے یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح عیسائیوں نے مسیح بن مریمؑ کو رب بنا لیا تھا
اسی طرح ہم بھی انہیں رب بنا لیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ... الخ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۸۱۔ یہ منافقین ایسے بدباطن ہیں کہ آپ کی مجلس پاک میں آتے ہیں اور آپ کے مخلص صحابہ سے نہایت سیدھے سادے اور بھولے بھالے بن کر کہتے ہیں کہ حضور ہمارا کام صرف آپ کی اطاعت ہے ہم نے تو سوائے آپ کی فرمانبرداری کے اور کچھ سیکھا ہی نہیں مگر جب آپ کی مجلس سے باہر جاتے ہیں اور آپس میں جمع ہوتے ہیں تو اسی کے خلاف تدبیریں سوچتے منصوبے تراشتے ہیں مگر سب نہیں بلکہ ان کے سردار باقی عام منافقین ان کی بتائی تدبیروں پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی یہ تدبیریں ان کے نامہ اعمال میں لکھ رہا ہے جس پر انہیں سزا دی جائے گی یا آئندہ رسوا کیا جائے گا۔ اے محبوب آپ ان کی فکر نہ فرمائیں ان سے چشم پوشی کریں۔ آپ تو اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کریں وہ ہی اچھا کارساز ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

منیرات مزید: "جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے" یہ انسان کو خطاب ہے یعنی انسان کو جو بھلائی پہنچتی ہے وہ محض اللہ کی مہربانی سے پہنچتی ہے انسان کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ انسان اگر اللہ کی عبادت و زندگی محض خداداد ہے ظاہر ہے کہ اس میں کسی کے عملی استحقاق کو دخل نہیں پھر زندگی کو طاعت حق میں صرف کرنا بھی اللہ کی توفیق پر موقوف ہے اور یہ توفیق بھی بلا استحقاق ہے * حدیث شریف میں ہے کہ کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے جنت میں نہیں جا سکے گا * اور اے انسان تجھے جو برائی یعنی مصیبت پہنچتی ہے وہ تیری طرف سے ہے تیرے بعض گناہوں کی سزا اور بدلہ ہے۔ اگر انسان کافر ہوتا ہے تو اس پر پڑنے والی مصیبت عذاب آخرت کا دنیا میں اس کے لئے ایک نمونہ بن جاتی ہے اور مومن پر واقع ہونے والی مصیبت اس کے کچھ گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات آخرت کا ذریعہ بن جاتی ہے * ارشاد ہوا کہ لوگوں کے لئے رسول بنا کر ہم نے آپ کو بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت دینے کے لئے کافی ہے ● عام انسانوں کے پاس کوئی ذریعہ احکام الٰہی کی معرفت کا نہیں بجز واسطۂ رسولؐ کے * آیت میں رد آگیا ان گمراہ فرقوں کا جو رسول اللہ کی فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے مستلزم نہیں سمجھتے۔ آیت عصمت پیغمبر کے مضمون کو بھی واضح طور پر بیان کر رہی ہے * جو آپ کا کہنا نہ مانے اور اگر ایمان نہ لائے تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ اس لئے رنجیدہ و فکرمند ہوں ● ان لوگوں کی مذمت جو دورخی روش رکھتے ہیں زبان سے کچھ کہتے ہیں دل میں کچھ ہوتا ہے * جب منافقین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے تو کہتے کہ ہم نے آپ کا حکم قبول کیا اور جب واپس جاتے تو آپ کی نافرمانی کے مشورے کرتے تھے اس طریقے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی اس پر ارشاد باری ہوا کہ ان کی پرواہ نہ کیجئے آپ اپنا کام اللہ کے بھروسے پر کرتے رہا کریں کہ اللہ کارساز آپ کے لئے کافی ہے

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ
الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝٨٢ وَإِذَا جَاءَهُمْ
أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝٨٣ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ
وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ
بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ۝٨٤

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے* اور انہیں جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچی بس تو یہ اسے پھیلا دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یا اپنے میں سے صاحبان امر کے حوالے کر دیتے تو ان میں سے جو لوگ استنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کی حقیقت کو جان لیتے اور اگر تم پر اللہ کی رحمت شامل نہ ہوتی تو تم (سب) بجز تھوڑے سے لوگوں کے شیطان کی پیروی کرنے لگ جاتے* تو آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ پر ذمہ داری نہیں ڈالی جاتی بجز آپ کی اپنی ذات کے اور آپ مسلمانوں کو بھی آمادہ کرتے رہیئے اور عجب نہیں کہ اللہ کافروں کا زور روک دے اور اللہ بڑا ہی زور والا ہے بڑا ہی سزا دینے والا ہے* (۴/۸۲ تا ۸۴)

۸۲ - اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ قرآن کو غور و فکر تامل و تدبر سے پڑھیں اس سے اعراض نہ کریں بے پرواہی نہ برتیں اس کے مضبوط مضامین - اس کے حکمت بھرے احکام اس کے فصیح و بلیغ الفاظ کو سوچیں۔ ساتھ ہی خبر دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب اختلاف، اضطراب، تعارض اور تضاد سے پاک ہے اس لئے کہ حکیم و حمید خدا کا کلام ہے وہ خود حق ہے اسی طرح اس کا کلام بھی سراسر حق ہے* اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل شدہ نہ ہوتا جیسے کہ مشرکین اور منافقین کا زعم ہے* تو ضروری بات تھی کہ اس میں لوگوں کو اختلاف ملتا۔ یعنی ناممکن ہے کہ انسانی کلام اضطراب اور تضاد سے محفوظ ہو لہٰذا یہ ہوتا کہ کہیں کچھ پاتے اور کہیں کچھ اور۔ یہاں ایک بات کہی آگے جا کر اس کے خلاف کہہ گئے پس اس پاک کتاب کا ایسی متضاد باتوں سے بچا ہوا ہونا صاف دلیل ہے کہ خدا کا کلام ہے (ابن کثیر)

۸۳ - اور جب ان کو کوئی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی فتح یابی اور شکست کی (ملتی تو) ملتے ہی اس کو مشہور کر دیتے ہیں یا یہ آیت منافقین کی ایک جماعت یا ضعیف الاسلام مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ ایسا کیا کرتے تھے (اس کوشش کہ اہل اسلام کے دل ہول اور ضعیف ہو جاتے تھے ان کی ہمتیں ٹوٹ

جاتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا تھا) اور اگر وہ لوگ اس خبر کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور بڑے بڑے صحابہ صاحبان رائے سے مشورہ لیتے اور خود اس خبر کو نہ پھیلاتے تو کچھ یہ حضرات ارشاد فرماتے اس کے مطابق عمل کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ خبر پھیلانے کے قابل ہے یا نہیں اور مشہور کرنے والوں اور کھود کرید کرنے والوں کو رسول اللہ اور صحابہ ذی رائے کے ارشاد سے اصل حال اور مصلحت مشہور نہ کرنے کی معلوم ہو جاتی اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی کہ تم کو اسلام بخشا اور تم پر قرآن شریف نازل کیا تو بجز چند آدمیوں کے تم شیطان کی پیروی کرتے اور وہ جو حکم کرتا ہے اس کو مانتے (تفسیر جلالین)

۸۴ - بدر صغریٰ کی جنگ جو ابو سفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جانے کے لئے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم پا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر صغریٰ کی جنگ کے لئے روانہ ہوئے صرف ستر سوار ہمراہ تھے ★ یعنی جہاد کی ترغیب دو اور بس ★ "قریب ہے کہ اللہ کافروں کو روک دے" چنانچہ ایسا ہی ہوا مسلمانوں کا یہ چھوٹا سا لشکر کامیاب آیا اور کفار ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ مسلمانوں کے مقابل میدان میں نہ آ سکے۔ (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

معلومات مزید: منافقین کیا قرآن کی عبارت اور مضامین پر غور نہیں کرتے اور قرآن کے اندر جو عجائب وغرائب ہیں ان کو نہیں سمجھتے کہ کلام اللہ ہونا اور ان کا کلام نہ ہونا ان پر واضح ہو جاتا اور ان کو ایمان ملتا اور نفاق ترک کر دیتے ★ یقیناً قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف سے ہے نیز اس کے معانی میں کوئی باہم اختلاف نہیں اسی طرح فصاحت و بلاغت میں بھی کیونکہ مخلوق کا کلام فصیح ہو تو سب یکساں نہیں ہوتا کچھ بلیغ ہوتا ہے تو کچھ رکیک ہوتا ہے جیسا کہ شعراء اور زبان دانوں کے کلام میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بیت بلیغ اور کوئی بیت گھٹیا یہ اللہ تعالیٰ ہی کے کلام کی شان ہے کہ اس کا تمام کلام فصاحت و بلاغت کی اعلیٰ رتبہ پر ہے ● منافقین جب کوئی خفیہ و اہم خبر مسلمانوں کی فتح و شکست کے متعلق سنتے ہیں یا کسی اہم جنگی مشورہ کے متعلق پتہ چلتا ہے تو بغیر سوچے سمجھے اسے مشتہر کر دیتے ہیں جو مصلحتوں کے منافی ہوتا ہے اگر یہ لوگ ایسی خبریں آپ کے ذی رائے صحابہ کے حوالے کریں تاکہ وہ غور و تدبر کے بعد مناسب سمجھیں تو انہیں شائع کریں نہ چاہیں تو نہ شائع کریں اے لوگو اللہ کا فضل و رحم نہ ہوتا اور تم میں محبوب ﷺ تشریف فرما نہ ہوتے تو تم پر قرآن نہ اترتا اور تم میں چند کے سوا سارے شیطان کی پیروی کرنے لگتے اور مرتد کافر ہو جاتے ● اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ کو حکم ہو رہا ہے کہ جب باطل حق سے برسر پیکار ہو تو آگے بڑھو خواہ آپ تنہا ہی کیوں نہ ہوں ★ لوگوں کو ترغیب دیں ★ چنانچہ جب حضور ﷺ بدر صغریٰ کے لئے نکلے تو ستر سوار ساتھ ہوئے اور دشمن مرعوب ہو کر سامنے نہ آ سکا ★ دین اور اعلیٰ کاموں میں لوگوں کے ساتھ ہونے نہ ہونے کا خیال نہیں چاہیے کوئی ساتھ دے نہ دے اللہ کی نصرت ساتھ ہو جاتی ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً
يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ ٨٥ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ
فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ ٨٦ اَللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
حَدِيْثًا ۝ ٨٧

جو کوئی اچھی سفارش کرے گا اس کا حصہ اس میں سے ہوگا اور جو کوئی بری سفارش کرے گا اس کے لئے بوجھ اس سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ☆ اور جب تمہیں کسی لفظ سے سلام دیا جائے تو سلام دو تم اس سے بہتر لفظ سے یا (کم از کم) وہی لفظ دہرا دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ☆ اللہ نہیں کوئی معبود بغیر اس کے وہ ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن جس میں ذرا شک نہیں (کہ آنے) میں اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کہنے میں (۴/۸۵ تا ۸۷)

[illegible] (تیسیر الرحمٰن)

۸۵۔ جو شخص کسی امر خیر میں کوشش کرے تو اسے بھی اس بھلائی کا ثواب ملے گا اور جو اس کے خلاف کوشش کرے اور برے نتیجہ پر آمادہ کرے اس کی کوشش اور نیت کا اس پر ~~بھی اس~~ کا بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سفارش کرو اجر پاؤ گے اللہ اپنے نبی کی زبان پر وہ جاری کرے گا جو چاہے۔ یہ آیت ایک دوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس مہربانی کو بھی دیکھئے کہ فرمایا محض شفاعت پر ہی اجر مل جائے گا خواہ اس سے کام بنے یا نہ بنے اللہ ہر چیز کا حافظ ہے ہر چیز پر حاضر ہے ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ہر چیز پر قادر ہے ہر چیز پر ہمیشگی کرنے والا ہے ہر ایک کو روزی دینے والا ہے ہر انسان کے اعمال کا

● جو شخص لوگوں کی اچھی سفارش کرے جو موافق شریعت ہو اس کو اس کی وجہ سے ثواب ملے گا اور جو شخص بری سفارش کرے جو مخالف شریعت ہو اس کو اس کے سبب گناہ کا حصہ حاصل ہوگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے پس ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔ (جلالین)

۸۶۔ نرمی اور خوش اخلاقی اور حلم و تواضع کی عادت (ڈالو) یہاں تک کہ جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم بھی اس کو اسی طرح سے سلام کرو یا اس سے عمدہ اور بڑھ کر جواب دو تاکہ تم سے اس کو وحشت دور ہو اور لوگ تم سے احکام الٰہی اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم پانے کا قصد کریں۔ تحیۃ دعا حیات کرنا۔ عرب کا اسلام سے پہلے باہمی بجائے "السلام علیکم" کے "حیاک اللہ" کہنے کا دستور تھا جیسا کہ ہر ایک قوم میں ایک دستور ہے۔ چونکہ زندگی بغیر عافیت کے کوئی اچھی چیز نہیں اور لفظ سلام میں سلامتی اور عافیت دارین کی بھی دعا ہے اور نیز یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور نیز اس میں تسلیم

(تفسیر عثمانی) ۲۰۱۱

یعنی قروتنی کی طرف اشارہ بھی ہے اور مذہب اسلام کی طرف رمز ہے اس لئے اس کی جگہ السلام علیکم کہنا قرار پایا
خواہ السلام علیکم کہو خواہ سلام علیکم ۔ اس کا اسی طرح رد (جواب) کرنا تو وعلیکم السلام کہنا ہے
اور بہتر طرح سے رد کرنا یعنی جواب دینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب
۸۷ ۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ تم سب کو قیامت میں جمع فرمائے گا یا یہ ہو کہ تم سب کو قیامت
تک جمع رکھے گا قیامت کے آنے اور اس جمع فرمانے میں کوئی شک و تردد نہیں کیونکہ یہ اللہ کی دی ہوئی خبر
ہے جو اس نے تمام نبیوں کی معرفت اور تمام آسمانی کتب و صحیفوں میں اور قرآن کریم میں خبر دی اور
خود سوچ لو کہ اللہ سے بڑھ کر سچی بات والا کون ہو سکتا ہے جب وہ سچا ہے تو قیامت بھی برحق ہے
اور وہاں ہونے والے واقعات بھی سچے ہیں ان میں تردد نہ کرو بلکہ اس کی تیاری کرو کوئی عقلمند ہونے والی بات
کے متعلق بحث نہیں کرتا بلکہ اس کی تیاری کرتا ہے ۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی شخص کچھ مانگنے یا کسی اور کام کے لئے
حاضر ہوتا تو آپ ہماری (صحابہ کرامؓ) طرف متوجہ ہو کر فرماتے ۔ سفارش کرو ۔ تم کو ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی کی زبان
سے جو (الفاظ) چاہے گا جاری فرما دے گا ۔ (مسلم و بخاری بروایت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیر کا راستہ بتانے والا بھی بھلائی کرنے والے کی طرح ہے (طبرانی بروایت حضرت ابن
مسعودؓ و حضرت سہل بن سعدؓ) مسلمان کے لئے دعا کرنے کا شمار بھی شفاعت حسنہ میں ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لئے اس کے پس پشت (یعنی سامنے نہ ہونے کے وقت) دعا کرتا ہے تو فرشتے
کہتے ہیں اے اللہ ایسا ہی کر دے اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو ۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا لوگوں میں باہم
صلح کرانا شفاعت حسنہ ہے * اور جو بری شفاعت کرے ۔ جس سے مسلمان اپنے حق سے محروم ہوتا ہے حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا بری شفاعت چغلی کھانا ہوتا ہے ۔ علماء فرماتے ہیں غیبت کرنا اور لوگوں میں بری بات کہنی
جس سے شر اور برائی پیدا ہوتی ہو بری شفاعت ہے ایسے کرنے والے کے لئے بری سفارش کے گناہ کا ایک حصہ ہے اور
اللہ ہر چیز پر قابو رکھتا ہے ● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کونسا اسلام سب سے بہتر ہے یعنی خصائل
اسلامی میں کونسی خصلت سب سے اچھی ہے تو فرمایا کھانا کھلانا اور (ہر شخص کو) سلام کرنا جان پہچان ہو یا نہ ہو (بخاری و مسلم)
فرمایا اول سلام کرنے والا غرور سے پاک ہے (بیہقی) فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ سے تعلق رکھنے والا وہ شخص
ہے جو اول سلام کرے (احمد، ترمذی و ابو داؤد) اول سلام کرنا سنت ہے اور یہی افضل ہے * سلام کا جواب فرض کفایہ ہے
اگر جماعت میں سے کسی ایک نے دیدیا تو کافی ہے * سوار پیدل کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے بہت کو سلام کریں *
بچوں کو بھی سلام کیا جائے * گھر والا گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرے * کلام کرنے سے پہلے سلام کرنا مسنون ہے *
رخصت کے وقت سلام کرنا مسنون ہے ● اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں * قیامت برحق ہے *
اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں اس لئے کہ اس کا کذب ناممکن و محال ہے کیونکہ کذب عیب ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے ۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا ۚ أَتُرِيدُونَ
أَن تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝
وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ
حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ
وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝٨٩ إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا
قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ
فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝٩٠

تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کرتوتوں کے سبب کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز تو اس کے لئے راہ نہ پائے گا * وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار * مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بے شک تم سے لڑتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی (۴/۸۸ تا ۹۰)

۸۸۔ اس میں اختلاف ہے کہ منافقوں کے کس امر میں مسلمانوں کے دو قسم کے خیالات ہو گئے تھے۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان احد میں تشریف لے گئے تب آپ کے ساتھ منافق بھی تھے جو جنگ سے پہلے ہی واپس لوٹ آئے تھے ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے تھے کہ انہیں قتل کر دینا چاہیے اور بعض کہتے تھے نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شہر طیبہ ہے یہ خود بخود میل کچیل کو اس طرح دور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو چھانٹ دیتی ہے۔ (صحیحین) ابن اسحٰق میں ہے کہ کل لشکر جنگ احد میں ایک ہزار کا تھا۔ عبداللہ بن سلول تین سو آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر واپس لوٹ آیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو ہی رہ گئے تھے * ان کے سوا اور بھی اقوال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ ان کی ہدایت کی کوئی راہ نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

٨٩۔ "جو لوگ کفر کی طرف پھر گئے"۔ وہ تو دل سے چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی ایسے کافر ہو جاؤ جیسے وہ ہو گئے یعنی اپنے کفر کی طرح تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ (گمراہی میں) تم سب برابر ہو جاؤ * پس ان میں سے (کسی کو) تم دوست نہ بناؤ ان مرتدوں کی دوستی سے اس آیت میں ممانعت فرمائی * تاوقتیکہ وہ (خالص مومن ہو کر محض ثواب کی امید پر بغیر کسی دنیوی لالچ کے وہ تمہارے ساتھ مل کر) اللہ کی راہ میں ہجرت نہ کریں * عکرمہ کا قول ہے کہ ہجرت تین طرح کی ہوئی ہے (١) وہ ہجرت جو آغاز اسلام میں مسلمانوں نے کی تھی (٢) صحابیوں کی ہجرت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثواب کی امید کے ذریعہ جہاد کے لئے نکلنا (اسی دوسری ہجرت کو حتی یہاجروا میں ذکر کیا جس میں ان کو دوست بنانا اور ان سے موالات کرنا موقوف ہے) (٣) باقی مسلمانوں کا تمام ممنوعات الٰہیہ کو ترک کر دینا۔
پس اگر یہ (ایمان کے بعد اسلام سے یا ہجرت سے) پھر جائیں۔ چونکہ اس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس لئے پھر جانے سے مراد ہجرت سے پھر جانا بھی ہو سکتا ہے * تو ان کو قیدی بناؤ * اور (دوسرے کافروں کی طرح) جہاں پاؤ (انہیں گرفتار کرو اور قتل کر دو) * اور ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔ دوست نہ بنانے کی یہ ممانعت تاکیدی ہے یا یوں کہا جائے کہ سابق کی ممانعت دوستی گرفتار کرنے سے قبل تھی اور یہ ممانعت گرفتار کرنے کے بعد ہے * اور نہ مددگار۔ اس لفظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کافروں سے (جنگ میں) امداد لینا جائز نہیں۔ (تفسیر مظہری)

٩٠۔ مگر وہ لوگ جو تمہارے ان دشمنوں سے جا ملیں جن کے ساتھ تمہاری لڑائی شروع ہے تو ان کو مت جانے دو جہاں ملیں قتل کر ڈالو۔ لیکن اگر وہ کسی ایسے قبیلہ کی پناہ اختیار کر لیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے تو پھر انہیں کچھ نہ کہو۔ اور اگر وہ تمہارے پاس حاضر ہو کر یقین دلا دیں کہ نہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور نہ تمہارے ساتھ مل کر اپنی قوم کا خلاف کریں گے تو بھی ان سے تعرض نہ کرو۔ اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ آیت سابقہ میں ان کے قتل کرنے کا حکم صرف اس وقت ہے جبکہ وہ ہمارے خلاف لڑ رہے ہوں اور جب وہ جنگ سے باز آ جائیں تو اس وقت حکم یہ ہے کہ تم بھی ان کے قتل سے ہاتھ روک لو۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

معلومات مزید: کہ منافقین جنگ احد سے لوٹ آئے اور مسلمانوں میں ان کے بارے میں اختلاف ہوا ایک جماعت کہتی تھی کہ یہ لوگ کافر ہیں ان کو ختم کر دیں اور کچھ لوگ کہتے تھے ان کو نہ مارنا چاہیے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی * کہ ان کے سبب اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل اور محروم کیا اللہ جس کو ہدایت نہ دے اسے کوئی راہ راست پر لا نہیں سکتا اور نافرمانوں کے لئے کوئی راہ ہدایت نہیں۔
اس آیت شریفہ میں کافروں کے ساتھ موالات کی ممانعت فرمائی گئی ہے خواہ وہ (دکھاوے کے لئے) اپنے ایمان کا اظہار ہی کیوں نہ کرتے ہوں * (تاوقتیکہ) ان کے ایمان کی مکمل تحقیق نہ ہو جائے یعنی وہ ایمان اور ہجرت سے اپنی صداقت پر قائم رہیں (بہ صورت دیگر) اگر وہ تمہاری دوستی کا دعویٰ کریں اور مدد کے لئے تیار ہوں تو ان کی مدد نہ قبول کی جائے۔ معاہدے کسی سے کئے جائیں وہ معاہدے پورے کئے جائیں بد عہدی جائز نہیں * اگر مخالف ان قوموں کی پناہ لیں جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے تو انہیں نہ مارو * مسلمانوں کی قوت ایمانی کفار کے دلوں میں رعب کا سبب بن جاتی تھی اور یہ رعب اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ
أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ
سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَن قَتَلَ
مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن
يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ
وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ
وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ ۹۲

عنقریب کچھ لوگ اور بھی پاؤگے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ انہیں جب کبھی فساد کی طرف لوٹایا جاتا ہے تو اس میں الٹے بڑتے ہیں تو اگر یہ تمہیں چھوڑے نہ رہیں اور نہ تمہارے ساتھ سلامتی روا رکھیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو (تم سے) روکیں تو تم انہیں پکڑو اور انہیں قتل کرو جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ، یہی لوگ تو ہیں جن کے خلاف ہم نے تم کو صاف گرفت دے رکھی ہے ★ اور یہ کسی مومن کے شایاں نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کردے بجز اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کر ڈالے تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا (اس پر واجب ہے) اور خون بہا بھی جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کیا جائے گا سوا اس کے کہ وہ لوگ (خود ہی) اسے معاف کردیں تو اگر وہ ایسی قوم میں ہو جو تمہاری دشمن ہے درآں حالیکہ (وہ بذات خود) مومن ہے تو ایک مسلم غلام کا آزاد کرنا (واجب) ہے۔ اور اگر ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہے تو خون بہا واجب ہے جو اس کے عزیزوں کے حوالہ کیا جائے گا اور ایک مسلم غلام کا آزاد کرنا (بھی) پھر جس کو یہ نہ میسر ہو اس پر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا (لازم ہے) یہ توبہ اللہ کی طرف سے (مقرر) ہے اور اللہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے (۴/ ۹۱ اور ۹۲)

ر ۵ - یہ لوگ منافق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسلام ظاہر کرکے اپنے جان و مال مسلمانوں سے محفوظ کرالیتے ہیں۔ ادھر کفار میں مل کر ان کے معبودان باطل کی پرستش کرکے ان میں سے ہونا ظاہر کرکے ان سے ملے رہتے ہیں تاکہ ان کے ہاتھوں بھی امن میں رہیں۔ دراصل یہ لوگ کافر ہیں جیسے اور منافق ہیں کہ اپنے شیاطین کے پاس تنہائی میں جاکر کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہاں بھی ارشاد فرمایا گیا کہ جب کبھی فتنہ انگیزی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں تو جی کھول کر پوری سرگرمی سے اس میں

حصہ لیتے ہیں جیسے کوئی اوندھے منہ گر جاتا ہے۔ فتنہ سے مراد یہاں شرک ہے۔ حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں یہ لوگ بھی مکہ والے تھے یہاں آکر نفاق کے طور پر اسلام قبول کرتے تھے اور وہاں جاکر ان کے بتوں کی پرستش کرتے تھے تو مسلمانوں کو فرمایا جاتا ہے کہ اگر یہ اپنی اس منافقانہ روش سے باز نہ آئیں تمہیں ایذا رسانی سے الگ نہ ہوں تو انہیں امن حاصل نہیں ان سے بھی جہاد کرو انہیں اسیر بناؤ اور جہاں پاؤ قتل کرو۔ بے شک ہم (اللہ) نے تمہیں ظاہر غلبہ اور کھلی حجت عطا فرمائی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۹۲۔ مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو عمداً قتل کرے مومن کے تو معنی ہیں امان دینے والا، امان دلانے والا جب اس کے نام ہی امان ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ نام تو امن کا ہو مومن اور اس کا کام ہو قتل و غارت گری ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کو خطاءً قتل کر دے کہ اس کے ہاتھوں کوئی ارادہ یا فعل کی خطاء سے مارا جائے اس قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ اگر مسلمان قوم کا مسلمان آدمی اس سے خطاءً مارا گیا تو وہ قاتل بطور کفارہ ایک مومن غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تاکہ حق اللہ ضائع ہونے کا گناہ معاف ہو جاوے اور ساتھ ہی مقتول کے وارثوں کو خون بہا سو اونٹ اگر یہ نہیں تو ایک ہزار اشرفیاں دے جسے وہ وارثین آپس میں مقتول کی میراث کی طرح تقسیم کر لیں کہ اس خون بہا سے مقتول کا قرض ادا کریں اس کی ذی فرض و عصبہ وارثوں کو بقدر حصہ دیں ہاں اگر مقتول کے وارث لوگ خون بہا معاف کر دیں یا کل یا بعض تو ان کی اپنی مرضی کیونکہ خون بہا ان کا اپنا حق ہے جسے وہ معاف کر سکتے ہیں لیکن اگر مقتول تو مومن تھا مگر اس کی قوم کافر حربی تھی وہ مسلمان کے ہاتھوں جہاد وغیرہ میں مارا گیا تو اس کی سزا صرف ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے اس میں دیت نہیں کیونکہ دیت میت کے وارثوں کو ملتی ہے اس مقتول کا کوئی وارث مسلمان نہیں کہ کفار مومن کے وارث نہیں ہوتے اور اگر مقتول کافر قوم کا کافر فرد تھا مثلاً ذمی یا مستامن تھا جو مسلمان کے ہاتھوں خطاءً مارا گیا تو اس کی سزا یہ ہے کہ یہ قاتل جلد اس کی دیت اس کے وارثوں کو ادا کرے جسے وہ آپس میں بطور میراث بانٹ لیں اور چونکہ خلاف شرع حرکت صادر ہو جانے کی وجہ سے کفارہ کے طور پر ایک مومن غلام یا لونڈی آزاد کرے ہاں اگر آزاد کرنے کو غلام نہ ملے نہ اس کی قیمت اس کے پاس ہو کہ خرید کر آزاد کر سکے تو یہ قاتل اس غلام لونڈی کے عوض دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے کہ بیچ میں بالکل انقطاع نہ کرے (یعنی بیچ میں روزے نہ چھوڑے) سزا سے دیت تو بہرحال دینا ہو گی وہ کسی صورت سے معاف نہیں ہو سکتی یہ احکام تمہارے لئے بطور توبہ رب کی طرف سے ہیں ان پر ضرور عمل کر کے اپنی عاقبت درست کر لو جان لو کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اس کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں لہٰذا بغیر چون و چرا قبول کرو بلا بحث کرنے کے عمل کرو۔ (اشرف التفاسیر)

تفہیمات مزید: منافق جو در حقیقت مسلمان نہ تھے دکھاوے کے لئے کلمہ پڑھتے تھے تاکہ مسلمانوں کے درمیان بے خطر رہ سکیں پھر اپنی قوم میں جاکر بتوں کی پرستش کرتے تھے تاکہ وہاں بھی محفوظ رہیں * جہاد میں کفار کی بدولت اہل ایمان کی مخالفت ان کے قتل کا جواز ہے * حربی کفار و منافقین کو سمجھنے کا موقع دینا اسلام کی فراخدلی ہے ● مومن کو ناحق کسی مومن کا قتل زیبا نہیں * خطاءً قتل میں قصاص نہیں عمداً قتل میں قصاص ہے * خطاءً قتل میں کفارہ و مسلسل روزے ہیں * مقتول کے ورثاء دیت معاف کر سکتے ہیں * کفارہ، قصاص وغیرہ کے احکام * اللہ تعالیٰ بڑے علم و حکمت والا ہے۔